(مضامین علمیہ)

# بہائی جماعت

## کی خدمت میں چند گزارشات

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالواحد زید مجدہم
مُدرّس و نائب مُفتی و فاضل جامعہ مدنیہ

ہمارے محترم مولانا میاں عبدالرحمٰن صاحب نے بہائی مذہب سے متعلق دو تین رسائل دیے اور بتکرار مطالبہ کیا کہ میں اس بارے میں کچھ لکھوں۔ ان رسائل میں ایک "بشارات ظہور" کے نام سے ہے جس کے مصنف آفاق صابری صاحب ہیں۔ اس رسالہ کے بارے میں خود اس کے ناشر کا کہنا ہے کہ محترم پروفیسر صابر آفاقی نے امر بہائی کے مطالعہ و تحقیق کے دوران حضرت بہاء اللہ جل ذکرہ الاعظم کے ظہور مُبارک سے متعلق آسمانی صحائف ــ بھگوت گیتا، عہدنامہ عتیق، صحائف زرتشت، ترپی پٹاکا، عہدنامہ جدید اور قرآن حکیم سے بشارات پر مشتمل مسودہ محفل مقدس ملی کے حضور بغرض تصویب . . . پیش کیا تھا"۔

دیگر صحائف سے متعلق تو ہم بحث نہیں کرتے، البتہ صابر آفاقی صاحب نے قرآن پاک کی جن آیات کو بہائی جماعت کے بانی کے بارے میں بشارات قرار دیا ہے ان پہ توجہ کرنیکی ضرورت ہے۔ لیکن پہلے صابر آفاقی صاحب کی ہی تحریر میں بہائی مذہب کے چند عقائد معلوم کرلیجیے۔ صابر آفاقی صاحب لکھتے ہیں۔

۱۔ آج تک دُنیا میں کوئی صحیفہ آسمانی اور کوئی شریعت خداوندی آخری نہیں ہوئی ہر شریعت واُمّت کی ایک میعاد ہوتی ہے جس کے اندر وہ ارتقاء کے مراحل طے کرتی ہوئی نئے مظہر ظہور کے ذریعے نئی راہوں پر گامزن ہوتی ہے۔ (ص: ۶۷ بشارات ظہور)

۲۔ "جب نیا پیغمبر قیامت کا اعلان کرے گا اور شریعت محمدی کا دَور ختم ہوجائے گا تو لوگ حیران ہوکر ایک دوسرے سے پُوچھتے پھریں گے کہ کیا ہماری شریعت صرف دس صدیوں کے لیے ہی بھیجی گئی تھی"۔ ص۱۷

۳۔ قرآن حکیم نے تمام اُمتوں کی بشمول مُسلمان اجل مقرر فرما دی ہے جس سے وہ ایک گھڑی بھی آگے پیچھے نہیں ہوسکتیں"۔

"جب کسی اُمّت کی اجل آجاتی ہے تو نئی کتاب شریعت خُدا کی طرف سے نازل ہو جاتی ہے۔ اجل واقع ہونے پر اللہ تعالیٰ رسول بھیجتا ہے۔ اجل کے وقوع اور پھر رسول کی بعثت میں کوئی استثناء نہیں ہے۔ یہ قانون قدرت ہے اور سب اگلی پچھلی اُمتوں کے لیے یکساں ہے"۔ ص۲۷

۴۔ "یہ وہ دن ہوگا جب ہم تمام لوگوں کو اُن کے ایک عظیم پیغمبر و امام کے ذریعے دعوت حق دیں گے"۔ ص۶۸

ان اقتباسات کا حاصل یہ ہے کہ شریعت محمدی کا دَور صرف ایک ہزار سال کے لیے تھا جو ـــــ ختم ہوچکا اور بہاء اللہ کی شکل میں نئے عالمی پیغمبر کا ظہور ہُوا اور بہاء اللہ ہی وہ موعود قرآن ہیں جنھوں نے ظہور فرما کر تمام اقوامِ عالم اور قبائل جہان کو ایک کلمہ توحید پر جمع کر دیا ہے اور اب سارے مذاہب عالمگیر امر بہائی میں متّحد ہو رہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ جہاں تک اہلِ اسلام کا تعلق ہے۔ وہ بہائیوں کے ان دعوؤں کو باطل سمجھتے ہیں وہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو عالمی پیغمبر اور تاریخ انسانیت کا آخری صاحب شریعت رسول مانتے ہیں اور جانتے ہیں کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی لائی ہُوئی شریعت اس عالم کی انتہا تک کے لیے ہے اور اس کے بعد کوئی اور شریعت نہیں ہے اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد جو کوئی دعوائے نبوّت کرے وہ جھوٹا ہے۔ ان باتوں پر پُوری اُمّت کا اتّفاق رہا ہے اور قرآن پاک سے بھی اُمّت محمدیہ یہی سمجھتی رہی ہے۔

صابر آفاقی صاحب لکھتے ہیں کہ "یہ صحیفے حقیقتاً کلام خدا اور غیر محرف ہیں۔ (ص۵) اور چونکہ قرآن پاک بھی ان میں شامل ہے۔ اس لیے صابر آفاقی صاحب کے نزدیک وہ بھی غیر محرف ہے۔ پھر ایک آیت سے استدلال کرتے ہوئے آفاقی صاحب لکھتے ہیں کہ" اس آیت مُبارکہ کی رو سے تدبیر و تدوین امر اسلام کا عرصہ ۲۶۰ سال ہے اور پھر اضمحلال کی مُدّت ہے جو ہزار سال ہے یہ مل کر ۱۲۶۰ سال ہُوئے"۔ (ص۶۷ بشارات ظہور)

آفاقی صاحب کے اس اعتراف سے کہ قرآن پاک غیر محرف ہے اور دین اسلام کی تدوین ۲۶۰ھ

تک ہوگئی تھی جس پر پھر اہلِ اسلام مزید ایک ہزار سال تک جیسے بھی تھا قائم رہے یہ بات واضح ہوئی کہ قرآن پاک کی آیات کے وہ معانی اور تفسیر جس پر پوری اُمّت کا اتّفاق بلکہ شروع سے آخر تک اس پر جزم اور جماؤ تھا وہ برحق تھی اور ۱۲۶۰ھ کے بعد اگر کوئی آکر قرآن پاک کی آیات کا ان سے مختلف مطلب بتائے تو وہ دُرست نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ بات محال اور ناقابلِ تسلیم ہے کہ ایک مُدّت تک ایک معنی صحیح ہو پھر اس مُدّت کے بعد وہ معنی غلط ہوجائے اور اس سے متضاد معنی دُرست ہوجائے۔

اب ہم ۱۲۶۰ھ سے قبل کے مُسلمانوں کے نقطہ نظر سے قرآن پاک سے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آخری صاحب شریعت نبی و رسول ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔

## پہلی دلیل

ولکن رسول اللہ وخاتم النّبیین لیکن (محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم) اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے خاتم ہیں۔ امر اسلام کی جو تدوین ۱۲۶۰ھ تک ہوئی تو اس میں کتب احادیث کی تدوین کو سب سے بڑی اہمیّت حاصل ہے اور احادیث میں تو خود قرآن کے مطابق قرآن کا وہ بیان ہے اور وضاحت و تفصیل ہے جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے فرائض منصبی کے تحت بیان کی۔ قرآن پاک میں ہے لِتُبَیِّنَ للناس ما نزل الیھم تاکہ آپ لوگوں کے لیے کھول کر بیان کردیں اور مطلب صاف طور پر بیان کردیں جو لوگوں کی طرف نازل کیا گیا اور جس کے مطالب و مقاصد کو جاننا لوگوں کے ایمان و عمل سے تعلق رکھتا ہے اور یہ بیان بھی درحقیقت من جانب اللہ ہے۔ ثم ان علینا بیانہ (پھر قرآن کا بیان بھی ہمارے ذمّہ ہے) جو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی زبانی اُمّت کو ملا۔

اس آیت کے مطلب کو جاننا اُمّت کے ایمان و عمل سے تعلّق رکھتا ہے کہ کیا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم آخری رسول ہیں اور آپ کی شریعت آخری شریعت ہے یا آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی اور رسول آئیں گے۔ لہٰذا اس کی جو وضاحت حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم نے کی وہ یہ ہے

---

۵ خود صابر آفاقی صاحب لکھتے ہیں۔ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث ائمہ اطہار کے ارشادات علماء کرام کے اقوال سبھی حضرت بہاء اللہ کے ظہور مُبارک پر منطبق ہوتے چلے گئے۔ ص۱۱ اس لیے ہم بھی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی احادیث اور عُلماء کرام کے اقوال پیش کرنے میں حق بجانب ہیں۔

کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی اور نبی یا رسول شریعت لے کر نہیں آئے گا۔ ارشاد ہے۔

لا تقوم الساعة حتی یبعث دجالون کذابون کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النّبیین لا نبی بعدی۔

قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بہت سے دجال اور جھوٹے نہ اُٹھائے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ کہتا ہو کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں تو خاتم النّبیین ہوں یعنی میرے بعد کسی قسم کا کوئی (نیا) نبی نہیں ہے۔ (ترمذی)

**نیز ارشاد ہے**

انا آخر الانبیاء وانتم آخر الامم

مَیں سب انبیاء میں سے آخری نبی ہوں اور تم سب اُمّتوں میں سے آخری اُمّت ہو۔ (ابن ماجہ باب فتنۃ الدجال)

مذکورہ بالا آیت قرآنی اور اس کے بیانِ نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوری کی پوری اُمّت یہی عقیدہ رکھے ہوئے تھی کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم آخری نبی و رسول ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جو ۱۲۶۰ھ سے صدیوں پہلے کی شخصیت ہیں لکھتے ہیں۔

ان الامة قد فهمت من هذا اللفظ انه افهم عدم نبی بعده ابدا و عدم رسول بعده ابدا وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص فکلامه من انواع الهذیان لا یمنع الحکم بتکفیره لانه مکذب لهذا النص الذی اجمعت الامة علی انه غیر مؤول ولا مخصوص۔

خُوب سمجھ لو کہ تمام اُمّت نے خاتم النّبیین کے الفاظ سے یہی سمجھا ہے کہ یہ آیت یہ بتا رہی ہے کہ حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور اس پر بھی اجماع واتفاق ہے کہ نہ اس آیت میں کوئی تاویل ہے اور نہ تخصیص اور جس شخص نے اس آیت میں کسی قسم کی تخصیص کے ساتھ کوئی تاویل کی اس کا کلام ایک بکواس اور ہذیان ہے اور یہ تاویل اس کے اُوپر کُفر کا حکم کرنے سے روک نہیں سکتی۔ کیونکہ وہ اس نص صریح کی تکذیب کرتا ہے جس کے متعلق اُمّت

محمدیہ کا اتّفاق ہے کہ اس میں کوئی تاویل و تخصیص نہیں ہے۔ (کتاب الاقتصاد)

## دوسری دلیل

قل یا ایھا النّاس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

**اے محمدّ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) آپ کہہ دیجیے کہ اے انسانو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔**

اس آیت سے بھی پوری اُمت یہی سمجھتی رہی ہے کہ حضرت محمدّ صلّی اللہ علیہ وسلّم انتہائے عالم تک آنے والوں کے لیے رسول ہیں اور آپ کی رسالت کے ہوتے ہوئے کسی اور رسالت اور شریعت کی ضرورت نہیں۔

غرض صرف ان دو دلیلوں اور ان کے بارے میں مذکور کلام کو دیکھنے سے ہی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اُمّت محمدّیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام میں قرآن اور حدیث اور اجماع اُمّت کی رو سے یہ ایک مسلم ضابطہ تھا اور ہے کہ حضرت محمدّ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی آخری نبی و رسول ہیں اور آپ کے بعد جو کوئی نیا آدمی نبوّت و رسالت کا دعوٰی کرے وہ جھوٹا اور کذّاب ہے اور پکّا کافر ہے۔

پھر اگر ۱۲۶۰ھ کے بعد کوئی شخص اُٹھے اور یہ کہے کہ پوری اُمّت نے جس کو خدا و رسول کا سمجھایا ہوا ضابطہ سمجھا ہے وہ غلط ہے اور اس کے برخلاف قرآن ہی کی پیش گوئی کے مطابق اب ایک نیا رسول آنا ہے اور ایک نئی شریعت آنی ہے تو یا تو یہ شخص جھوٹا ہے یا پوری اُمّت کا عقیدہ اور رسول کی حدیثیں غلط ہوں۔ اب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ابتدا سے ۱۲۶۰ سال تک پوری کی پوری اُمّت ایک غلط عقیدے اور گمراہی میں مبتلا رہی لہٰذا قرآن کے ضابطے کہ

ومن یشاقق الرسول من بعد تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جھنم (سورہ نساء)

جو کوئی برخلاف کرے رسول کے ساتھ اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت ظاہر ہوئی اور پیروی کرے مسلمانوں کی راہ کے علاوہ کی تو پھیریں گے ہم اسکو جس طرف وہ پھرا اور داخل کریں گے ہم اس کو جہنّم میں۔

کے تحت وہی شخص جہنّم کے رستے کو اختیار کیے ہوئے ہے۔

اب تک ہم نے جو اُصولی کلام کیا ہے اس کے بعد کسی کے دعوائے نبوّت کی طرف توجہ کرنا بھی

درحقیقت بے اُصولی ہے، لیکن چونکہ صابر آفاقی صاحب نے پیش گوئی سے متعلّق جو باتیں کہی ہیں وہ بھی اُصولی طور پر غلط ہیں اس لیے ہم ان کا بھی کچھ تذکرہ کیے دیتے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کو کسی کے لیے فائدہ مند اور ہدایت کا ذریعہ بنا دیں۔

صابر آفاقی صاحب لکھتے ہیں۔

"مطالعہ کے دوران ان پیش گوئیوں کے سلسلے میں دو اُلجھنیں میرے ذہن میں پیدا ہوئیں۔ اوّلاً یہ کہ حضرت بہاء اللہ کے ظہور سے قبل علمائے ادیان ان کا صحیح صحیح مطلب سمجھنے میں کامیاب کیوں نہ ہوئے

پھر خود ہی جواب دیتے ہیں۔

"خُدا کا شُکر ہے کہ ان اُلجھنوں کا جواب بھی مجھے اسی کلام الٰہی میں مل گیا اور اس طرح خاکسار کو شرح صدر سے نوازا گیا۔

اُصولاً یُوں سمجھنا چاہیے کہ کوئی پیش گوئی تب تک سمجھ میں آ ہی نہیں سکتی جب تک کہ اس کا ظہور اور وقوع نہ ہو جائے۔ حضرت بہاء اللہ کے ظہور مُبارک سے متعلّق تمام ادیانِ عالم کی پیش گوئیاں بھی اس وقت تک لوگوں کی سمجھ میں نہیں آئیں جب تک آپ نے ظہور فرما کر خود اُن کی تفسیر و تصریح نہیں فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے ان پیش گوئیوں کا مطلب اپنے فرستادوں سے بھی پوشیدہ رکھا تھا جو خُدا کے سمجھانے کے بغیر از خود اُن کا مفہوم نہ سمجھ سکتے تھے۔" ص۵

"مطلب یہ ہے کہ کلام خدا کی سچی اور صحیح تاویل اور تفصیل و تصریح فرستادۂ خدا ہی کر سکتا ہے کیونکہ اسی کا علم کامل اور محیط ہے اور اسی کا بیان نسیان وخطا سے منزہ و معصوم ہے، چنانچہ حضرت باب نے اور آپ کے انیس سال بعد حضرت بہاء اللہ نے خدا کی طرف سے مامور و مختار بن کر آسمانی کتابوں کی جو تفسیر و تاویل بیان فرمائی وہی سچّی اور من جانب اللہ ہے۔" ص۷

ہم کہتے ہیں کہ کوئی بات متشابہات میں سے ہو جس کی حقیقت کو جاننا اُمّت کے لیے ضروری نہ ہو اور اس کی حقیقت کے علم سے اُمّت کے عقیدے اور عمل کو کچھ تعلّق نہ ہو وہاں تو یہ ہو سکتا ہے کہ اُمّت کو وہ حقیقت نہ بتائی جائے، لیکن جس بات کا تعلّق اُمّت کے عقیدے اور عمل سے ہو اس کے مطلب کو اُمّت پر نہ کھولنا نہ عقل کے مطابق ہے نہ دین کے کیونکہ اُمّت کو اسکے بارے میں کوئی مخصوص عقیدہ یا عمل اختیار کرنے کا مکلف بھی بنایا گیا ہو، لیکن پھر نہ تو خُدا نے نہ اُس کے رسول نے صحیح مطلب کی نشاندہی کی ہو تو یہ تکلیف مالایطاق ہوگی اور یہ بات تو اُس وقت ہے جب اس کا مطلب تعیین کے ساتھ نہ بتایا گیا ہو اگر اس کے بجائے اُمّت کو ایسا مطلب بتایا گیا ہو جس کو پھر ہزار سال بعد نئے آنے والے نے غلط قرار دیا ہو تو ایک رسول دوسرے رسول کو جھٹلا رہا ہے۔ حالانکہ یہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ دو رسول ہوں اور اُن میں سے ایک دوسرے کی تکذیب یا تغلیط کرے۔

اب ایک احتمال رہ جاتا ہے اور وہ یہ کہ جن آیات قرآنیہ کو بہاءاللہ کی رسالت کے لیے پیش گوئی بنایا گیا ہے اُن کا مطلب حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کو نہ بتایا گیا ہو اور بارہ صدیوں کے بعد بہاءاللہ کو من جانب اللہ سچی تاویل و تفسیر بتائی گئی ہو۔ یہ بات بھی بدیہی طور پر غلط ہے کیونکہ اوّل تو خود صابر آفاقی صاحب یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی نزولِ قرآن کے وقت یہ عہد لیا تھا کہ بعد میں آنے والے مظہر ظہور پر مُسلمان اُمّت ایمان لائے اور اُس کی نُصرت و معاونت کرے۔

اس صُورت میں حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم پر لازم تھا کہ وہ اُمّت کو بتاتے کہ اس کی صحیح تفسیر بارہ سو سال بعد آنے والا رسول بتائے گا تاکہ اُمّت کتاب الٰہی کی آیات کا کہیں غلط مطلب نہ اختیار کرلے، لیکن چونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اُمّت کو اُن کی دینی ضرورت کی سب باتیں بتائی ہیں اور ضرورت کی کوئی بات چھپائی نہیں، لہٰذا یہ احتمال بھی باطل ہے۔

علاوہ ازیں خود قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ خاص طور سے کسی رسول کے بارے میں پیش گوئیوں کو خُوب کھول کر بتانا اُمّت کی ضرورت ہے تاکہ اُن کو کوئی اشتباہ نہ رہے اور وہ خدا کے دربار میں حقیقت و مجاز کے درمیان متردد ہونے کا عذر نہ پیش کرسکیں۔ اسی لیے خود قرآن کا کہنا ہے کہ جب

حضرت عیسٰی علیہ السّلام نے حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کی پیش گوئی فرمائی تو یہ کہا۔

مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد

میرے بعد وہ رسول آئے گا جس کا نام احمد ہو گا۔

اسی طرح سابقہ آسمانی صحائف اور رسولوں کی تعلیمات میں حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں اتنی کھلی پیش گوئیاں اور نشانیاں تھیں کہ ان اُمّتوں کے لوگ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی آمد کو قریب سمجھ رہے تھے اور آپ کو دیکھ کر اُنھوں نے فوراً پہچان لیا کہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم ہی وہ رسول ہیں جن کے بارے میں بتایا گیا ہے۔

یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم

اہلِ کتاب آپ (صلّی اللہ علیہ وسلّم) کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔

اس کے برعکس بہائیوں کا اور آفاق صابری صاحب کا دعوٰی ہے کہ قرآن پاک میں بہ کے بارے میں پیش گوئیاں ہیں، لیکن ان پیش گوئیوں کا صحیح مطلب اور پیش گوئی ہونا بارہ سو سال کے بعد بہاء اللہ نے آکر بتایا اور اُمّت کو شش و پنج میں مُبتلا کرنے کی کوشش کی کہ اُمّت کے بارہ سو سال کے علم کو یکسر غلط قرار دیا۔ اُمّت محمّدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسّلام اگر بہاء اللہ اور بہائی مذہب ہی کو غلط قرار دے تو وہ یقیناً اس میں حق بجانب ہیں

اب ہم آفاق صابری صاحب کی ذکر کردہ ایک پیش گوئی کا جواب دیتے ہیں۔ ورنہ تو جو ضابطہ ہم اُوپر ذکر کر چکے ہیں وہ اُن کی ذکر کردہ ہر پیش گوئی کا کافی و شافی جواب ہے۔

صابر آفاقی صاحب لکھتے ہیں۔

دیگر پیغمبرانِ حق کی طرح اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بھی نزول قرآن کے وقت یہ عہد لیا تھا کہ بعد میں آنے والے مظہر ظہور پر مسلمان اُمّت ایمان لائے اور اُس کی نصرت و معاونت کرے، فرمایا۔

"جب خُدا نے نبیوں سے عہد لیا کہ مَیں نے تم کو کتاب و حکمت دی اس کے بعد جب تمہارے پاس رسول آئے جو تمہاری کتاب کی تصدیق کرنے والا ہو تو اس پہ

ضرور ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا اور خدا نے پھر پوچھا کہ کیا تم اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس بوجھ کا اٹھانا اپنے ذمّے لیتے ہو۔ انھوں نے جواب میں کہا ہاں! ہم اقرار کرتے ہیں۔ خدا نے کہا کہ اب تم اس کے گواہ رہنا اور میں بھی گواہ ہوں۔ اس کے بعد جو منہ پھیرے گا۔ وہ عہد شکن ہوگا۔" (ص: ۶۶ بشارات ظہور)

ہم کہتے ہیں کہ اوّل تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عبّاس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں رسول سے مراد حضرت محمّد صلّی اللہ علیہ وسلّم ہیں اور رسول پر تنوین تعظیم کے لیے ہے اور نبیین سے مراد آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے علاوہ دیگر انبیاء ہیں۔ اور اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے کسی بھی فرمان میں اور دین اسلام کے مدون شدہ لٹریچر میں بارہ سو سال بعد کسی نبی و رسول ہونے کا ذکر نہیں ملتا بلکہ پوری اُمّت ایسا دعوٰی کرنے والے کو جھوٹا اور دجّال سمجھتی ہے، لیکن اس کے باوجود صابر آفاقی صاحب کہتے ہیں کہ

"ان دونوں (یعنی آل عمران اور احزاب کی) سورتوں کی رو سے مسلمان اُمّت سے یہ عہد لیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب مظہر اعلان ماموریت کرے تو اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔" (ص۶۶ بشارات ظہور)

صابر آفاقی صاحب ذرا غور تو فرمائیں، مسلمان اُمّت سے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سمیت تمام انبیاء سے عہد لیا گیا، لیکن وہ کیسا عہد تھا جس کی اُمّت کو کچھ بھی سُن گن نہ تھی اور بارہ سو سال کے تہ بہ تہ پردوں میں چھپے ہوئے اس عہد کو کمون سے بروز میں لانے کے لیے مظہر مامور کو ظہور کرنا پڑا اور اُمّت کو پھر بھی خود دیا ہوا عہد یاد نہ آیا اور وہ حیران ہو کر طبقہ بہا ئیہ سے پوچھتی ہے کہ قرآن وحدیث کی تصریحات کے بالکل خلاف دس صدیوں بعد وہ کون سے حتمی دلائل تمہارے ہاتھ آگئے ہیں کہ تم نے دین حق کو ترک کر کے ایک نیا دین اختیار کر لیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یقیناً نہیں تو کیا تمہارے سمجھنے کا وقت ابھی تک نہیں آیا۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین